ایک اہم غلط فہمی کا ازالہ

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انٹرنیٹ پر ایک خطبہ بہت مقبول ہے جس کی نسبت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ خطبہ بڑی سریلی آواز میں پڑھا گیا ہے اور سننے والوں کو بہت لطف دیتا ہے۔ چونکہ یہ خطبہ عربی زبان میں ہے اس لیے عموماً سننے والے اس کے مفہوم سے آگاہ نہیں ہوتے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ خطبہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کا نہیں بلکہ بدنام زمانہ گستاخ احمد سعید چتروڑی کا ہے۔ اس ظالم نے اس خطبہ میں اہل السنت والجماعت کے عقائد کے برخلاف ایسے جملے کہے ہیں جو سراسر گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر احناف میڈیا سروس اس خطبہ کے بارے میں معروف اور مستند ادارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہلسنت والجماعت کے عقائد پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہر قسم کے فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائیں۔

Scanned by CamScanner

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام بابت اس مسئلہ کے کہ ہماری مسجد کے خطیب صاحب جمعہ کے دن منبر پر خطبہ پڑھتے ہیں جس کے بعض الفاظ یہ ہیں۔ أو تبركت بأنوار نبيٍّ ووليٍّ وتقيٍّ ونقيٍّ وقسيمٍ وحسينٍ وقتيلٍ وصغيرٍ وكبيرٍ وخديجة القرآن والكتاب۔

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور یہ الفاظ شرعاً کیا حیثیت رکھتے ہیں؟
امید کرتا ہوں سوال کا مفصل جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

منجانب انجم شیخ
بلدیہ کراچی۔

الجواب بعون الملک الوھاب

استفتاء میں مذکور سوال کے جواب سے پیشتر ایک تمہید پیش کی جاتی ہے، جس کی روشنی میں مسئلہ سمجھنا آسان ہوگا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا برحق موقف یہ ہے کہ علمائے امت، صلحاء، صوفیاء اور بزرگان دین کی استعمال کردہ اشیاء ان کے کپڑے، ان کا جوٹھا پانی وغیرہ اس نیت سے اپنے استعمال میں لانا یا اپنے پاس رکھنا کہ ان اشیاء کو چونکہ ان اولیاء سے ایک گونہ نسبت حاصل ہے اور وہ خود خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اشخاص ہیں، اس لئے ان اشیاء کو انہی جیسی دیگر اشیاء پر فضیلت حاصل ہے اور انہیں استعمال کرنے سے اللہ تعالیٰ استعمال کرنے والے کے لئے خیر اور نیک بختی کا باعث بنادیں گے، یہ طریقہ اور طرزِ محبت "تبرک" کہلاتا ہے اور احادیث شریفہ کی روشنی میں یہ ایک جائز اور مستحسن کام ہے۔ لفظ "تبرک" "برکت" سے ہے اور برکت کی تعریف میں صاحب لسان العرب تحریر فرماتے ہیں:

البركة: النماء والزيادة والتبريك: الدعاء للإنسان أو غيره بالبركة وروى ابن عباس: ومعنى البركة الكثرة في كل خير۔
(لسان العرب ۱۰/۴۶۷ مادۃ لک ط: دار الکتب العلمیۃ)

نیز معجم متن اللغۃ میں ہے:

تبرك به: تيمن. البركة: النماء والزيادة، السعادة۔
(معجم متن اللغۃ ۱/۲۸۰ مادۃ ب، ط: بیروت مکتبۃ الحیاۃ) (جاری ہے)

Scanned by CamScanner

وکذا فی "المعجم الوسیط" ص۱۷ ط: دار الدعوۃ ترکیا)

برکت کے متعلق علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ "مفردات القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی شئ میں "برکت" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر اور سعادت رکھی گئی ہے اور تبرک اسی خیر کے طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال کردہ اشیاء سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہے۔

۱۔۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پانی کا برتن منگوایا، اس میں اپنے ہاتھ مبارک اور چہرہ مبارک دھویا اور اس برتن میں کلی فرمائی پھر اس وقت موجود دو صحابہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا اس کو پی لو اور اپنے چہرے اور گردن پر بہاؤ۔

صحیح بخاری میں یہ حدیث مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ موجود ہے:

حدثنا آدم قال ثنا شعبة قال ثنا الحكم قال سمعت أبا جحيفة يقول خرج علينا النبي صلى الله عليه وسلم بالهاجرة فأتي بوضوء فتوضأ فجعل الناس يأخذون من فضل وضوئه فيتمسحون به فصلى النبي صلى الله عليه وسلم الظهر ركعتين والعصر ركعتين وبين يديه عنزة وقال أبو موسى دعا النبي صلى الله عليه وسلم بقدح فيه ماء فغسل يديه ووجهه فيه ومج فيه ثم قال لهما اشربا منه وأفرغا على وجوهكما ونحوركما۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس ۱/۳۲ ط: رحمانیہ)

۲۔۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرمایا کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے نکلنے والے پانی کو حاصل کرنے کے اس قدر مشتاق تھے کہ دیکھنے والے سمجھتے کہ آپس میں جنگ و قتال تک نوبت پہنچ چکی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے:

حدثنا علي بن عبد الله قال ثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد قال ثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب قال أخبرني محمود بن الربيع

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

وهو الذي مجّ رسول الله صلى الله عليه وسلّم في وجهه وهو غلام من بئرهم. وقال عروة بن المسور وغيره يصدّق كل واحد منهما صاحبه: وإذا توضأ النبي صلى الله عليه وسلّم كادوا يقتتلون على وضوئه — (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس ۱/۹۴ ط: رحمانیہ)

۳ — آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں وضو فرما کر وضو سے بچا ہوا پانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر بہایا جس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ہوش آگیا۔

صحیح البخاری میں ہے:

عن محمد بن المنكدر سمعت جابرًا رضي الله عنه يقول جاء رسول الله صلى الله عليه وسلّم يعودني وأنا مريض لا أعقل فتوضأ وصبّ عليّ من وضوئه فعقلت فقلت يا رسول الله: لمن الميراث إنما يرثني كلالة فنزلت آية الفرائض۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب صب النبی صلی اللہ علیہ وسلّم وضوئہ علی المغمی علیہ ۱/۹۴ ط: رحمانیہ)

۴ — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر گرنے سے پہلے اپنے ہاتھوں میں لے لیا کرتے اور اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے تھے۔

صحیح البخاری میں ہے:

دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامية

وقال عروة بن المسور ومروان خرج رسول الله صلى الله عليه وسلّم زمن الحديبية فذكر الحديث وما تنخّم النبي صلى الله عليه وسلّم نخامة إلا وقعت في كفّ رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده — (صحیح البخاریؒ، کتاب الوضوء، باب البزاق والمخاط ۱/۱۰۰ ط: رحمانیہ)

۵ — آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے منہ میں برکت ہی کے لئے لعاب دہن مرحمت فرمایا کرتے اور نومولود بچوں کی تحنیک کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور چبوا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

اپنے بچوں کو کھلاتے تھے۔

صحیح البخاری میں ہے:

حدثنا هشام بن عروة عن أبيه عن أسماء بنت أبي بكر أنها حملت بعبد الله بن الزبير بمكة قالت فخرجت وأنا متم فأتيت المدينة فنزلت قباء فولدت بقباء ثم أتيت به رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعته في حجره ثم دعا بتمرة فمضغها ثم تفل في فيه فكان أول شيء دخل جوفه ريق رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم حنكه بتمرة ثم دعا له وبرك عليه۔

(صحیح البخاری، کتاب العقیقۃ، باب تسمیۃ المولود غداۃ یولد لمن لم یعق عنہ وتحنیکہ، ۲/۸۲۲، ط: المعراج کمپنی)

۶۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگوا رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پچھنے سے نکلنے والا خون دے کر فرمایا اس خون کو لے جا کر ایسی جگہ بہا دو جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بجائے اس خون کو بہانے کے نوش فرمالیا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لوٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس خون کا کیا ہوا؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اس کو ایسی پوشیدہ جگہ بہا دیا ہے کہ میرے خیال میں وہ لوگوں کی نظروں سے بالکل پوشیدہ ہو چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادائے عاشق کو سمجھ چکے تھے، ارشاد فرمایا، شاید تو اس خون کو پی چکا ہے؟ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جی ہاں! حضور پی چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کے خون میں میرا خون مل جائے اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی، لوگوں کی رائے یہ تھی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جسمانی قوت اور مضبوطی اسی خون کی وجہ سے تھی۔

دار الافتاء

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

الخصائص الکبریٰ للسیوطیؒ میں ہے:

أخرج البزار وأبو يعلى والطبراني والحاكم والبيهقي عن عبد الله بن الزبير رضي الله عنهما أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يحتجم فلما فرغ قال: يا عبد الله إذهب بهذا الدم فأهرقه حيث لا يراك أحدٌ فشربه، فلما رجع قال يا عبد الله ما صنعت؟ قال: جعلته في أخفى مكان علمت أنه مخفي عن الناس، قال: لعلك شربته؟ قلت: نعم، قال: ويلٌ للناس منك وويل لك من الناس! فكانوا يرون أن القوة التي به من ذلك الدم۔

(الخصائص الکبریٰ، للإمام السیوطیؒ، باب الآیۃ فی دمہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۱۷ ط، مکتبۃ حقانیۃ پاکستان)

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے موئے مبارک باقاعدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تقسیم فرماتے تھے اور سرداران عشاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ان کو حاصل کرنے کے درپے رہتے اور اس کو سنبھال کر رکھتے تھے۔ حدیث شریف میں منقول ہے کہ باقاعدہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو حلق کروایا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو موئے مبارک دے کر فرمایا کہ ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کردیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے پیشانی مبارک کی جانب کے بال اپنی ٹوپی میں رکھے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کی برکت سے مجھے ہمیشہ فتح یابی حاصل ہوئی۔

صحیح مسلم میں ہے:-

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: لما رمى رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمرة ونحر نسكه وحلق ناول الحالق شقه الأيمن ثم دعا أبا طلحة الأنصاري رضي الله عنه، فأعطاه إياه، ثم ناوله الشق الأيسر فقال: إحلق فأعطاه أبا طلحة فقال: إقسمه بين الناس۔

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

وقال النووی ذیل فوائد هذا الحدیث: ومنها التبرك بشعره صلى الله عليه وسلم وجواز اقتنائه للتبرك

(صحیح مسلم، کتاب المناسک، باب بیان أن السنة یوم النحر أن یرمی ثم ینحر ثم یحلق والابتداء۔۔ الخ ۴/۲۱۲ ط مکتبۃ بشریٰ)

الخصائص الکبریٰ میں ہے:

عن عبد الحميد بن جعفر عن أبيه أن خالد بن الوليد فقد قلنسوة له يوم اليرموك، فطلبها حتى وجدها، وقال اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم فحلق رأسه فابتدر الناس جوانب شعره فسبقتهم إلى ناصيته فجعلتها في هذه القلنسوة، فلم أشهد قتالا وهي معي إلا رزقت النصر۔

(الخصائص الکبریٰ، باب الآیۃ فی شعرہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۱۷ ط، حقانیۃ)

۸۔۔۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پانی پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی میں سے کچھ حصہ نوش فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب ایک نوعمر صحابی تھے (یہ صحابی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے) جبکہ بائیں جانب بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوعمر صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر تو اجازت دے تو میں بچا ہوا پانی ان بزرگوں کی طرف بڑھا دوں (اس لئے کہ حق دائیں جانب والے شخص کا ہوتا ہے) اس پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یا رسول اللہ! آپ سے حاصل ہونے والے اپنے حصے پر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ ان کے ہاتھ میں تھما دیا۔

صحیح البخاری میں ہے:

عن سهل بن سعد رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

أتي بشراب فشرب منه وعن يمينه غلام وعن يساره الأشياخ فقال للغلام: أتأذن لي أن أعطي هؤلاء؟ فقال الغلام: والله يا رسول الله! لا أوثر بنصيبي منك أحداً، قال: فتلّه رسول الله صلى الله عليه وسلم في يده۔

(صحيح البخاري، كتاب الأشربة، باب هل يستأذن الرجل من عن يمينه في الشرب ليعطي الأكبر ۲/۸۴۰ ط. العراج کمپنی)

۹۔ امام احمدؒ نے حضرت محمد بن زیدؒ کی اپنے والد زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم نحر کے دن اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ لیکن اس گوشت میں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ مل سکا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک منڈوایا اور موئے مبارک تقسیم فرمانے کا حکم فرمایا پھر ناخن مبارک ترشوائے اور وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھی صحابی کو مرحمت فرمائے۔

زاد المعاد میں ہے:

من حديث محمد بن عبد الله بن زيد، أن أباه حدثه أنه شهد النبي صلى الله عليه وسلم عند المنحر، ورجل من قريش وهو يقسم أضاحي، فلم يصبه شيء ولا صاحبه، فحلق رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه في ثوبه، فأعطاه، فقسم منه على رجال، وقلّم أظفاره فأعطاه صاحبه قال: فإنه عندنا مخضوب بالحناء والكتم يعني شعره۔

(زاد المعاد، فصل في حلق رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه ۲/۲۷۰ ط: مؤسسة الرسالة)

دار الافتاء

۱۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی جبہ نکال اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زیب تن فرمایا کرتے تھے ہم اس کو دھو کر

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

مریضوں کی شفایابی کے لئے استعمال کرواتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے:

عن عبداللہ مولیٰ اسماء بنت أبی بکر رضی اللہ عنہما وکان خال ولد عطا قال أرسلتنی اسماء إلی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فقالت: بلغنی أنك تحرم أشیاء ثلاثاً العلم فی الثوب ومیثرة الأرجوان وصوم رجب کلہ ..... فرجعت إلی أسماء فخبرتها فقالت هذه جبة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأخرجت إلی جبة طیالسة کسروانیة لها لبنة دیباج وفرجیها مکفوفین بالدیباج فقالت هذه کانت عند عائشة رضی اللہ عنہا حتی قبضت فلما قبضت قبضتها وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسها فنحن نغسلها للمرضی نستشفی بها۔

وقال النووی فی شرح هذا الحدیث: وفی هذا الحدیث دلیل علی استحباب التبرك بآثار الصالحین وثیابهم۔

(صحیح مسلم، باب تحریم استعمال إناء الذهب والفضة علی الرجال والنساء الخ ۲/۱۹۰، ۱۹۱ ط: قدیمی کتب خانہ)

۱۱۔۔۔ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے چھوٹے بچوں کو بارگاہ اقدس میں بھیجا کرتے تھے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کے برتن میں پانی ہوتا تو بچے اُس پانی کو پیتے اپنے چہروں اور جسموں پر بہاتے۔ یہ سب بھی برکت کے حصول کے واسطے ہوتا تھا۔

کتاب "شرف المصطفیٰ" میں ہے:

۱۰۲۷۔ وکان الأنصار یرسلون أولادهم الصغار فیدخلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یدفعون عنہ، فإذا وجدوا فی المطهرة ماء شربوا منہ واستحوا بہ وجوههم أجسادهم یبتغون بذلك البرکة۔ (شرف المصطفیٰ مع مناهل الشفاء ومناهل الصفا، فصل فی أسماء رباحه والوثیة وتربیہ وتحفہ، ۳/۲۸۹ ط: دار البشائر)

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لما ورد فیہ من مزید المضاعفۃ فی تلک المحال الکرام إذ قد ورد ان الصلوٰۃ فیہ بمائۃ ألف (والتبرک برؤیۃ روضتہ) أی خصوصاً (ومنبرہ وقبرہ ومجلسہ) أی محل جلوسہ ومکان صلوٰتہ عند الاسطوانات وغیرھا (وملامس یدیہ ومواطئ قدمیہ) أی فی نحو المنبر (والعمود الذی کان یستند إلیہ) وفی نسخۃ یسند فی الصحاح سندت إلی الشئ واستندت إلیہ بمعنی (وینزل جبرائیل بالوحی فیہ) أی فی حال استنادہ (علیہ وبمن عمرہ) أی والتبرک بمن عمر مسجدہ مبنی ومعنی وقیل أی زارہ (وقصدہ) أی وبمن قصدہ (من الصحابۃ وأئمۃ المسلمین) أی من التابعین واتباعھم من المجتہدین والعلماء والصالحین۔

(شرح الشفاء للفاضل علی القاری ۲/۱۵۱ ط: مطبعۃ عثمانیۃ سنۃ ۱۳۱۶ھ)

"التکشف فی مہمات التصوف" میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی" تین احادیث ذکر فرماکر تبرک کے جواز پر استدلال فرماتے ہیں۔ تحریر ملاحظہ کیجئے:

حدیث اول: طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اپنی قوم کے فرستادہ ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو اطلاع دی کہ ہماری سرزمین میں ہمارا ایک عبادت خانہ مذہب عیسائی کا ہے (ہم اس کو مسجد بنانا چاہتے ہیں) اور (اس مقام پر برکت کے لئے چھڑکنے کو) ہم نے آپ سے آپ کے بقیہ وضو کا پانی مانگا آپ نے پانی منگایا پھر وضو کیا اور مضمضہ کیا پھر وہ پانی ایک چھوٹے سے مشکیزہ میں بھر دیا اور فرمایا جب تم اپنی سرزمین میں پہنچو

دار الافتاء

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

اس مسجد نصاریٰ کو توڑ ڈالنا اور اس جگہ پر پانی چھڑک دینا اور اس کو مسجد بنالینا۔ ہم نے عرض کیا کہ جگہ دور ہے اور گرمی سخت ہے اور پانی خشک ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں اور پانی ملا کر بڑھا لینا کہ اس میں بھی برکت ہی بڑھ جاوے گی روایت کیا اس کو نسائی نے ۔

حدیث دوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حلاق آپ کے بال سر کے اتار رہا تھا اور آپ کے اصحاب نے آپ کو گھیر رکھا ہوا تھا۔ بس وہ آپ کے ایک بال کا بھی کسی شخص کے ہاتھ سے باہر گرنا نہ چاہتے تھے (یعنی ہر بال کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی میں آتا تھا)

حدیث سوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جب ان کے گھر تشریف لے جاتے) ایک چمڑہ کا بستر بچھا دیا کرتیں اور آپ (گاہ گاہ) ان کے گھر قیلولہ فرمایا کرتے (یہ آپ کی قریب کی کچھ رشتہ دار ہیں) جب آپ سو کر اٹھتے تو (اس بستر پر سے) آپ کا پسینہ اور بال (جو سر وغیرہ کے ٹوٹ جاتا) جمع کر لیتیں اور ایک شیشہ میں محفوظ رکھتیں پھر اس کو مرکب خوشبو میں ملاتیں جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی (کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں) وفات قریب پہنچی تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ ان کے حنوط میں (جو کہ میت کے بدن اور کفن کو لگاتے ہیں) اس مرکب خوشبو میں ملایا جاوے (جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک تھا) روایت کیا اس کو بخاری ومسلم ونسائی نے۔

دار الافتاء
جامعة العلوم الاسلامية

ف: رسم تحصیل برکات، بزرگان دین کی متلبس کی چیزوں کی

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

رغبت اور اہتمام اور ان سے برکت حاصل کرنا حیوٰۃ اور موت میں متفقاً احادیث ثلثہ مشروع اور ثابت ہے۔ (ص۲۹۳، ص۲۹۴ ط: کتب خانہ مظہری)

مشائخ کے تبرکات کو محفوظ رکھنے کے متعلق ایک اور مقام پر حدیث مبارک سے یوں استدلال فرماتے ہیں:-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث جس میں شتر فروخت کرنے کا قصہ مذکور ہے مروی ہے کہ جب میں مدینہ طیبہ پہونچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو (یعنی جابر رضی اللہ عنہ کو) ایک اوقیہ سونا (قیمت شتر) دے دو اور (اوپر سے) کچھ زیادہ دے دو پس انہوں نے مجھ کو ایک قیراط زیادہ دیا میں نے (دل میں) کہا کہ یہ زیادہ جو حضور نے (علاوہ) دیا ہے، یہ میری جان سے علیحدہ نہ ہوگی (یعنی اس کو اہتمام وحفاظت سے رکھوں گا) پس وہ میری تھیلی میں موجود رہی یہاں تک کہ اس کو اہل شام نے واقعہ حرہ میں لے لیا روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف: عادۃ امساک تبرکات مشائخ: اکثر اہل محبت کی عادت ہے کہ اپنے بزرگوں کی چیزیں برکت یا یادگار کے لئے نہایت اہتمام و ذوق و شوق سے رکھتے ہیں اس حدیث میں اس کی اصل صراحۃً موجود ہے (التکشف ص۲۷۱ ط: کتب خانہ مظہری)

دار الافتاء

—— مذکورہ بالا تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ نہ صرف انبیاء کرام بلکہ انبیائے کرام کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور دیگر صلحائے امت کی استعمال کردہ اشیاء سے برکت کے حصول کا نظریہ رکھنا اور برکت حاصل کرنا نہ صرف یہ کہ مشروع ہے بلکہ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل سے بھی ثابت ہے —— اس تفصیل کے بعد استفتاء کے ہمراہ منسلکہ خطبہ کی مذکورہ خط کشیدہ عبارت کے متعلق حکم یہ ہے کہ چونکہ اس عبارت سے أو یتبرک ع

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

لخیرہ من نوکی" الخ) میں انبیاء اور اولیاء سے برکت حاصل کرنے والوں کے لئے نبی اور
ناکامی، خسارے اور وبال کی بددعا کی گئی ہے اور "تبرک" کے عمل کو خلاف شرع
بتلایا گیا ہے، جبکہ شرعی نصوص اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے واضح طور پر تبرک
بآثار الصالحین کا نہ صرف جواز بلکہ استحباب ثابت ہے۔ لہٰذا کسی جائز شرعی عمل کو
ناجائز سمجھنا اور اس کے عاملین کے لئے ہلاکت و بربادی، خسارہ و نقصان کا
مستوجب ٹھہرانا یقیناً خلاف شرع اور اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اور جو
شخص تبرک بآثار الصالحین کے عدم جواز کا قائل ہو، تو ایسا شخص فاسق ہے اور شرعاً
فاسق کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مذکورہ تفصیل کے پیش نظر بصورت
مسئولہ مذکورہ خطیب و امام خطبہ میں مذکورہ خط کشیدہ جملوں کی ادائیگی کی بناء پر گمراہ
اور فاسق ہے۔ ان پر ضروری ہے کہ آئندہ اس قسم کا نہ ہی عقیدہ رکھیں اور نہ ہی
خطبے میں ایسے الفاظ ادا کیے جائیں۔ اگر امام صاحب اس سے باز نہیں آتے تو ایسی
صورت میں مسجد انتظامیہ کسی دوسرے صحیح العقیدہ مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا
پابند نیک صالح امام کو منصب امامت پر فائز کر سکتی ہے۔
فتاوی شامی میں ہے:۔

(ویکرہ إمامۃ عبد... ومبتدع) أی صاحب بدعۃ وھی
اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندۃ بل بنوع شبھۃ
وکل من کان من قبلتنا (لا یکفر بھا) حتی الخوارج الذین
یستحلون دماءنا وأموالنا وسب الرسول (وفی الرد تحت قولہ
سب الرسول) وفیہ أن ساب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کافر قطعاً
فالصواب وسب أصحاب الرسول۔ (الدر مع الرد ۱/۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱ ط سعید)

دار الإفتاء

نیز ملحوظ رہے کہ خطبے کا مقصد تذکیر اور وعظ ہوتا ہے، محض سامعین کو تلذذ بخشنے
کی خاطر عربی گرامر کے معروف و مشہور قواعد پس پشت ڈال دیا جائے اور خطبہ کو ہم قافیہ بنانے
کی فکر ملحوظ ہو، یہ بات ہرگز مناسب نہیں۔ منسلکہ خطبے کی عبارت و الفاظ پر غور کرنے سے واضح

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

صـ ۱۴

ہوا کہ یہ خطبہ معنوی اعتبار سے بے جوڑ اور بے ڈھنگ ہے کوئی رابطہ نہیں لہذ خطبہ میں لفظی اعتبار سے صرف ظاہری طور پر خوشنما اور سماعت کو محظوظ کرنے کی خاطر جا بجا بے جوڑ مترادفات کا سہارا لیا گیا ہے۔

نیز ہماری معلومات کے مطابق مذکورہ خطبہ جس شخص کی طرف منسوب ہے وہ خود ایک متنازعہ شخص ہے اور جمہور اہل فتاوی کے نزدیک وہ شخص گمراہ ہے (ملاحظہ ہوں فتاوی جات ترتیب کردہ مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہم، شائع کردہ جامعہ اشاعت القرآن اٹک) ان کی تقلید اور اتباع چاہے صرف خطبہ ہی میں کیوں نہ ہو، بہرحال درست نہیں ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
محمد داؤد

الجواب صحیح
[illegible]
جامعة العلوم الاسلامية

کتبہ
محمد بلال بربری
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی۔
۲۴/۲/۱۴۳۲ھ / ۲۹/۱/۲۰۱۱ء

Scanned by CamScanner